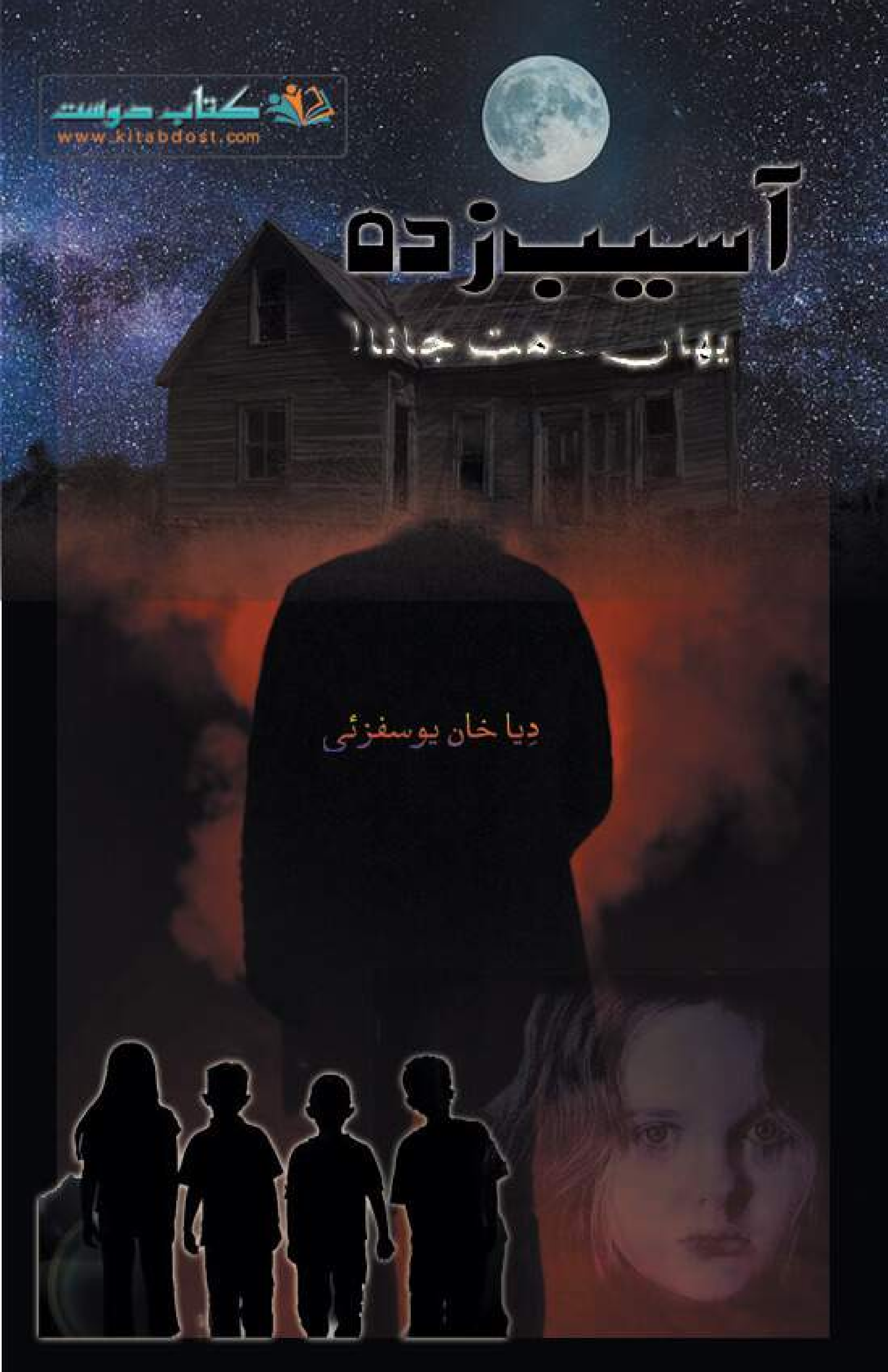
کتاب دوست
www.kitabdost.com
آسیب زدہ
یہاں مت جانا!
دِیا خان یوسفزئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سسپنس اور سنسنی سے بھرپور پراسرار ناول

آسیب زدہ

دِیا خان یوسفزئی

کتاب دوست ای پبلشر

www.kitabdost.com

جملہ حقوق بحقِ ای پبلشر محفوظ ہیں

نام ناول	:	آسیب زدہ
مصنف	:	دِیا خان یوسفزئی
کل صفحات	:	45
تاریخ اشاعت	:	06 جون 2021
سرورق ڈیزائن	:	لاریب گرافکس
آن لائن اشاعت	:	کتاب دوست ڈوٹ کوم
ای پبلشر	:	شہزاد بشیر

کتاب دوست
www.kitabdost.com

Copyright ©2020 - 2021 kitabdost.com - All rights reserved

﴾ کچھ مصنف کے بارے میں ﴿

کراچی کی ہونہار، باصلاحیت مصنفہ کے طور پر سامنے آنے والی دِیا خان یوسفزئی کا یہ پہلا ناول ہے مگر ان کا اندازِ تحریر اور کہانی اپنے دلچسپ موضوع کے اعتبار سے اشاعت کے لئے منتخب کی گئی۔

مصنفہ ابھی طالب علمی کے دور سے گزر رہی ہیں اور ناول مطالعہ کی عادت کے ساتھ ساتھ لکھنے کا بھی بھرپور شوق اور جذبہ موجود ہے۔ سندس عثمان خان (رائٹر) کی تحریروں سے متاثر ہو کر انہوں نے بھی لکھنا شروع کیا ہے۔

کتاب دوست ڈاٹ کوم مصنفہ دِیا خان یوسفزئی (کراچی) کو دنیا کے سامنے متعارف کرانے جا رہے ہیں انشاءاللہ جیسا کہ کتاب دوست ویب سائٹ کا مشن ہے کہ نئے ٹیلنٹ کو سامنے لایا جائے۔ امید ہے آپ بھی نئے مصنف کا حوصلہ بڑھائیں گے۔

کتاب دوست ڈوٹ کوم

---☆---

پیش لفظ

میں نہیں جانتی کہ سرکٹوں کی حقیقت کیا ہے۔ نہ ہی میں یہ دعویٰ کرتی ہوں کہ میں سب جانتی ہوں۔ کچھ لوگ اسے ہماری خام خیالی۔ کچھ لوگ دماغی فتور اور کچھ کالے جادو کی وجہ سے وجود میں آنے والی گندی روحیں اور شیاطین گردانتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ کالے جادو کے ابتدائی مراحل میں سرکٹے کو تسخیر کرنے ایک انتہائی اہم اور ناگزیر مرحلہ ہے۔

دِیا خان یوسفزئی

کراچی

ناول پڑھنے سے پہلے یہ دیکھ لیں

☆ یہ وقت نماز کا تو نہیں ☆ کل آپ کا کوئی ٹسٹ یا امتحان تو نہیں

☆ آپ کے ذمے گھر کا کوئی کام تو نہیں ☆ آپ نے کسی کو وقت تو نہیں دے رکھا

اگر ان میں سے کوئی بھی بات ہو تو پہلے ان سے فارغ ہو جائیں پھر ناول پڑھیں۔

بشکریہ اشتیاق احمد (مرحوم)

☆

رات کا پچھلا پہر تھا سوتے ہوئے عالیہ کو اپنے سینے پر انتہائی بوجھ کا احساس ہوا۔ اس کی سانولی پیشانی پر پسینے کی ننھی ننھی بوندیں نمودار ہونا شروع ہوگئیں جو اس کے خوف کی مکمل عکاسی کر رہی تھی۔ اسے اپنا تنفس بگڑتا ہوا محسوس ہونے لگا۔ باوجود نیند کے اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ وہ اپنے ہاتھ پیر ہلانے سے مکمل طور پر قاصر ہے گویا اس کا جسم مفلوج کر دیا گیا ہو۔ یکدم وہ ایک زوردار چیخ مار کر نیند سے اٹھ بیٹھی یقیناً اس نے کوئی انتہائی بھیانک خواب دیکھا تھا جس کا اندازہ اس کے چہرے کے اڑتی ہوئی رنگت سے بخوبی لگایا جا سکتا تھا۔

''امی ی ی ی ی۔۔۔''

اس نے اپنی پوری ہمت مجتمع کر کے اپنی امی کو آواز دی۔

عالیہ کی امی جو اس کے برابر میں ہی سو رہی تھیں، اس کی اچانک چلانے پر گھبرا گئیں۔

''کیا ہوا بیٹا کیوں چلا رہی ہو۔۔؟ طبیعت تو ٹھیک ہے تمہاری؟''
اس کی امی نے قدرے پریشان ہوکر اس کی پیشانی کو چھوتے ہوئے پوچھا۔ وہ جو اپنا رکتا ہوا سانس بحال کرنے کی سعی کر رہی تھی۔ اپنی امی کے اس سوال پر سوچ میں پڑ گئی۔ اس کے ذہن میں پچھلے دنوں کے حالات و واقعات گردش کرنے لگے۔

---☆---

کچھ دن پہلے۔۔!

''یار یہ وردہ آج پھر لیٹ ہوگئی۔''
کافی دیر سے انتظار کرتی عالیہ نے جھنجھلاتے ہوئے کہا
''میرا خیال ہے کہ اب مجھے خود ہی بلانے جانا پڑے گا''
عالیہ اپنے باقی دوستوں نفیس، اقرا، وجاہت اور فاطمہ سے کہتے ہوئے غصے میں اٹھی اور وردہ کے گھر کے سامنے جا کر کھڑی ہوئی اور دروازہ زور زور سے دھڑ دھڑانے لگی۔
''وردہ۔۔ وردہ۔۔!'' وردہ کی امی اسے پکارنے لگیں۔
''بیٹا دیکھو تمہاری دوست عالیہ آئی ہے۔''
وردہ کپڑے تبدیل کر کے واش روم سے باہر نکلی۔ جینز ٹی شرٹ پہن کر

بال کھلے چھوڑ کر وہ کسی انگریز کی اولاد لگتی تھی ۔سب بچوں میں سب سے نمایاں نظر آتی تھی ۔ سفید دودھ جیسی رنگت بڑی بڑی بھوری آنکھیں ۔ اور دبلا پتلا جسم وہ سب سے نمایاں نظر آتی تھی ۔خوبصورتی اس پر ٹوٹ کے برسی تھی ۔

''میں تیار ہوں ۔'' وردہ نے قدرے اٹھلاتے ہوئے جواب دیا اور کھیلنے کے لئے نکل گئی ۔

''تو آج کونسے گھر کا دروازہ بجایا جائے ۔۔؟'' یہ کہتے ہوئے وردہ سب سے آگے تھی ۔

رمضان المبارک میں یہ ان بچوں کا معمول تھا سب کے گھروں کے دروازے بجا کر بھاگتے ۔ رات میں گلیوں میں پھرنا ان کا معمول تھا حالانکہ وردہ کی دادی اس پر غصہ کیا کرتی تھی کہ رات کے وقت باہر نہ جایا کرو مگر وہ بھی اپنے نام کی ایک ہی تھی ۔اسے باہر کھیلنے سے عشق تھا اور یہ ان کا شوق ہی ان کے لئے ایک بہت ہی بھیانک امتحان ثابت ہونے والا تھا ۔اللہ اللہ کر کے رمضان بھی گزر گئے ۔

لوڈشیڈنگ اپنے عروج پر تھی وردہ اور اس کے ساتھی گلیوں میں گھومتے پھرتے تھے ۔

''یار کیوں نہ پکڑن پکڑائی کھیلی جائے ۔۔یا چھپن چھپائی ؟''

وردہ نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔اس کے تمام دوستوں نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا چھپن چھپائی کھیلی جائے۔

''یار مگر ایک مسئلہ ہے چھپیں گے کہاں۔'' عالیہ نے مسئلہ بیان کرتے ہوئے پریشانی سے کہا۔

''اوہو۔۔! پریشانی والی کونسی بات ہے صرف اپنی گلی ہی کیوں آس پاس کی گلیوں میں بھی چھپا جا سکتا ہے۔'' وردہ نے گویا پریشانی دور کرتے ہوئے کہا۔

''چلو ٹھیک ہے۔۔سب چھپنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔۔ ڈھونڈے گا کون؟۔۔چلو ٹاس کر لیتے ہیں'' عالیہ نے سوچتے ہوئے کہا۔

سب نے ٹاس کیا اور سب کو ڈھونڈنے کے لئے باری وردہ کی ہی آئی۔

''عالیہ۔۔! عالیہ کہاں ہو تم۔؟''

وردہ یہ کہتے ہوئے اپنی سب سے گہری سہیلی عالیہ کو ڈھونڈنے کی کوشش کر رہی تھی جو نہ جانے کہاں چھپ کر بیٹھی تھی۔

وہ اسے ڈھونڈنے میں کامیاب ہو بھی گئی تھی لیکن اس کی آنکھوں نے جو منظر دیکھا وہ اس کے پیروں تلے زمین کھینچنے کے لیے کافی تھا۔

''تت۔۔تمہارے پیچھے۔۔۔!'' اس سے بس اتنا ہی کہا گیا۔

عالیہ حیرت کی تصویر بنی اسے دیکھنے لگی۔محض چھ سال کی ہونے کے

باوجود وردہ تمام بچوں میں سب سے بہادر تھی۔ وہ بھوری آنکھیں جو کبھی کسی سے خوف نہیں کھاتی تھیں، ان آنکھوں میں خوف کے سائے لہرانے لگے۔ عالیہ نے اسے سرزنش کرتے ہوئے پوچھا:

''کیا ہے میرے پیچھے؟''

مگر وردہ کی تو گویا خوف سے گھگھی ہی بندھ گئی تھی۔

وردہ ہمت کرتے ہوئے انگلی سے اس کے پیچھے کی جانب اشارہ کیا۔

جونہی عالیہ نے پیچھے پلٹ کر دیکھا، ایک لمحے تو اسے کچھ سمجھ نہ آیا کہ یہ کیا ماجرہ ہے؟

اندھیرے کی وجہ سے منظر واضح ہونے میں چند لمحوں کا وقت لگا منظر واضح ہوتے ہی اس کا سانس رکنے لگا اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور ہوش وخرد سے بیگانہ ہوتی چلی گئی۔

---☆---

www.kitabdost.com

☆

’’میں نے تمہیں کہا بھی تھا۔۔کہ وردہ کو رات میں اکیلے باہر مت جانے دیا کرو۔۔اس کی وجہ سے اور بچوں کی بھی عادتیں بگڑ گئی ہیں۔‘‘

وردہ کی دادی کمرے میں برہم سی ٹہل رہی تھیں اور عالیہ کے بے ہوش سراپے کا جائزہ لیتے ہوئے وردہ کی والدہ پر غصہ کر رہی تھیں۔

اسی اثنا میں وردہ کے والد احمد صاحب کمرے میں داخل ہوئے وہ اپنی بیوی اور والدہ کے درمیان ہونے والی چپقلش سن چکے تھے۔

’’ہاں بھائی کیا باتیں ہو رہی ہیں یہاں۔۔!‘‘

وردہ کے والد متجسس نگاہوں سے اپنی بیوی اور والدہ کی جانب دیکھنے لگے۔وردہ کی والدہ زرشہ کچھ نہ بولیں۔

وردہ کی دادی سلسلہ کلام کو جوڑتے ہوئے پھر سے گویا ہوئیں:

’’احمد بیٹا تم اچھی طرح جانتے ہو۔۔ہم کس علاقے میں رہتے ہیں۔ میں نے ہزار مرتبہ وردہ کو سمجھایا ہے کہ رات کے وقت باہر نہ جایا کرو

لیکن وہ ایک نہیں سنتی ۔ اور نہ ہی وہ زرشہ کے کہنے میں ہے ۔''

''اماں لیکن ہوا کیا ہے؟ آپ ذرا تفصیل سے بتائیں گی ۔'' احمد صاحب نے قدرے پریشانی سے پوچھا ۔

اتنا سننا تھا کہ وردہ کی دادی نے عالیہ کے بے ہوش وجود کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا:

''یہ سب تمہاری بیٹی کی وجہ سے ہوا ہے ۔ وردہ کو سمجھا سمجھا کر تھک گئی ہوں ۔ لیکن اس کی عقل میں ایک بات نہیں آتی ۔ یہ لڑکی کرتی وہی ہے جو اس کے دل میں ہو ۔ جب سے حافظ صاحب کا انتقال ہوا ہے ہم سب بری طرح پھنس چکے ہیں ۔ ۔ ان کا ہونا ہی ہم سب کے لئے بہت بڑی ڈھارس تھا اس علاقے کو جنات اور آسیب سے پاک کرنے والے صرف وہی تھے ۔ جس طرح انہوں نے پورے کے پورے جنات کے قبیلے جلائے وہ کسی عام شخص کے بس کی بات ہرگز نہیں تھی ۔ جب سے ان کا انتقال ہوا ہے ایسے حادثات پیش آ رہے ہیں جس کی کوئی توجیہہ پیش کرنا ممکن نہیں ۔'' وہ ذرا توقف کے بعد دوبارہ بولیں ۔

''اب اللہ جانے کہ وردہ اور عالیہ نے ایسا کیا دیکھا تھا جس کی وجہ سے عالیہ کی یہ حالت ہوئی یہ وردہ سے پوچھ کر ہی پتہ چل سکے گا ۔'' وہ فکرمندانہ لہجے میں بولیں ۔

www.kitabdost.com

''وردہ۔۔! وردہ۔۔ بیٹا ذرا ادھر آنا۔۔!''

وردہ کے والد اسے پکارنے لگے۔

''جی۔۔اب۔۔ ابو۔۔ ابھی آ رہی ہوں۔'' کہتے ہوئے وردہ بھائی بھاگی آئی اور اپنے والد کی گود میں چڑھ گئی۔

''بیٹا اب میں جو پوچھوں سچ سچ بتانا۔۔آپ نے اور عالیہ نے ایسا کیا دیکھا تھا جو عالیہ کی یہ حالت ہوگئی ہے؟''

یہ سننا تھا وردہ کی جھیل جیسی آنکھیں پانیوں سے بھر گئیں۔اور وہ بے تحاشا رونے لگی۔

''بیٹا کیا ہوا۔۔؟ تم تو میرا بہادر بیٹا ہونا۔! مجھے بتاؤ کیا بات ہے؟'' انہوں نے پیار سے پوچھا۔

''ابو۔۔! وو۔۔وہ۔میں نے عالیہ کے پیچھے۔۔سر کٹا۔دیکھا تھا۔ عالیہ کی یہ حالت بھی اسی وجہ سے ہوئی ہے۔''

احمد صاحب پوری توجہ سے وردہ کی بات سن رہے تھے وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ ان کی بیٹی جھوٹ نہیں بولتی اور نہ ہی اسے کوئی دھوکا ہوا ہے۔مگر اتنی چھوٹی سی بچی کے منہ سے سر کٹے کا ذکر سننا ان کے لئے یقیناً ایک اچنبھے والی بات تھی۔

''بیٹا آپ نے سر کٹے کے متعلق کہاں سے سنا؟'' وہ حیرانی سے بولے

www.kitabdost.com

''ابو۔۔وہ میں نے شیراز بھائی سے سنا تھا۔''

وردہ معصومیت سے اپنے تایا زاد بھائی کا نام بتاتے ہوئے بولی۔

''شیراز بھائی نے بتایا تھا کہ سر کٹے کیسے دیکھتے ہیں اور جو میں نے اور عالیہ نے آج دیکھا وہ ہو بہو اس سے مشابہت رکھتا تھا۔''

''میں سمجھا نہیں بیٹا۔۔! سر کٹے کس طرح دکھتے ہیں؟ اور تم نے کیا دیکھا تھا۔۔ذرا واضح طور پر بتاؤ مجھے۔۔!'' انہوں نے کہا۔

وردہ سوچتے ہوئے پھر گویا ہوئی۔ میں نے دیکھا۔۔۔کہ عالیہ کے پیچھے۔۔ایک بہت لمبا شخص کھڑا ہے۔ جس کا جسم لمبا تھا۔۔لیکن اس کی گردن پر سر نہیں تھا۔ اس کا سر نہ ہونے کے باوجود ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے وہ عالیہ ہی کو دیکھ رہا ہے۔۔پھر جب عالیہ نے اسے دیکھا تو وہ چیخ مار کر بے ہوش ہو چکی تھی۔ اسے اس طرح دیکھ کر مجھے اپنی بے بسی پہ بہت رونا آیا۔ وہ تو شکر ہے کہ آپ کے جاننے والوں نے عالیہ کو میرے ساتھ گھر پہنچا دیا۔ ورنہ نہ جانے میں کیا کرتی۔۔!''

اتنا کہہ کر وردہ اپنے والد کے گلے لگ کے پھر سے رونے لگی۔ احمد صاحب کو بے اختیار اس پر پیار آیا کے وہ اتنی چھوٹی ہونے کے باوجود بھی اپنی سہیلی کو مشکل وقت میں تنہا چھوڑ کر نہیں بھاگی تھی۔ وہ اس کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے کہنے لگے:

''بیٹا گھبراؤ مت۔۔! پھر سے سب ٹھیک ہو جائے گا۔ میں آج ہی مولوی صاحب کے پاس جاتا ہوں۔اور اس مسئلے کا کوئی حل تلاش کرتا ہوں۔ ابھی مجھے عالیہ کو اس کے گھر چھوڑنا ہوگا۔تم دادی اور اپنی امی سے کہو عالیہ کو ہوش میں لانے کی کوشش کریں اور اسے کہہ دینا کہ گھر پہ اس بارے میں کسی کو کچھ نہ بتائے۔''

احمد صاحب کے کہنے کی دیر تھی کہ اچانک ہی عالیہ کی حالت پھر سے غیر ہونے لگی اور وہ اور وہ کپکپانے لگی۔ پسینہ اس کی پیشانی سے پھوٹ پڑا تھا۔

اس کی یہ حالت دیکھ کر دور کھڑا کوئی مسکرایا تھا جیسے اسے عالیہ کا دور جانا ناگوار گزرا ہو وہ ہرگز یہ نہیں چاہتا تھا کہ عالیہ یہاں سے کہیں جائے۔ بہت کوشش کرنے کے بعد کہیں جا کر عالیہ کی طبیعت سنبھلی۔تو ان سب نے سکھ کا سانس لیا وہاں موجود ہر شخص یہی سوچ رہا تھا کہ سب ٹھیک ہو گیا ہے۔مگر وہ نہیں جانتے تھے کہ آنے والا وقت کتنا کڑا امتحان لیے ان کا منتظر ہے۔

---☆---

☆

''عالیہ بیٹا کہاں کھو گئیں ہو تم ۔۔!''
اس کی امی نے سے چہرے کے آگے ہاتھ لہراتے ہوئے کہا
عالیہ نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا:
''کہیں نہیں امی ۔بس ۔۔وردہ کی یاد آرہی تھی''
اس کی امی نے ایک لمبا سانس خارج کرتے ہوئے کہا۔
''ہونہہ۔۔! ٹھیک ہے تم کل اس سے ملنے چلی جانا بشرطیکہ تمہاری طبیعت ٹھیک ہوئی تو۔ایک ہفتہ ہونے کو آیا ہے تمہیں بستر سے لگے ہوئے طبیعت نہ سنبھل کے دیتی ہے نہ تم کچھ بتاتی ہو کہ ہوا کیا ہے؟''
''بیٹا میں پھر تم سے پوچھ رہی ہو کوئی بات ہے تو مجھے بتاؤ میں اور تمہارے ابو مل کر اس مسئلے کا حل تلاش کرتے ہیں۔''
''میری پیاری امی! ایسا کچھ نہیں ہے جو آپ سوچ رہی ہیں۔''
عالیہ نے اپنے بازو اپنی امی کے گرد حائل کرتے ہوئے بڑے لاڈ سے

کہا۔ اور ان کے رخسار کا بوسہ لیتے ہوئے ایسے آنکھیں موند گئی جیسے برسوں کا سفر طے کر کے آئی ہو۔

''ٹھیک ہے بیٹا۔۔! اگر تم کہتی ہو تو میں مان لیتی ہوں۔''

اس کی امی تھکے ہوئے لہجے میں گویا ہوئیں۔ اور اس کے اوپر بستر درست کرتے ہوئے کچن کی جانب بڑھ گئیں۔

اچانک انہیں اپنے پیچھے کسی کے قدموں کی چاپ کا احساس ہوا۔ ان کے بڑھتے قدم وہیں گویا پابہ زنجیر ہو گئے۔ انہیں لگا کہ کمرے میں کوئی اور بھی موجود ہے۔

''کون ہے وہاں؟'' انہوں نے قدرے درشتی سے پوچھا

اور پھر دوسری جانب سے جواب آیا وہ ان کے اوسان خطا کرنے کے لیے کافی تھا۔

''مجھے چھوڑو۔۔ ذرا کمرے میں جا کر اپنی بیٹی کو تو دیکھ لو کہ وہاں موجود ہے بھی یا نہیں۔'' ایک سرسراتی سی آواز سنائی دی جبکہ نظر کوئی بھی نہ آیا۔ ان کے اوسان خطا ہونے کو تھے۔

آواز کا سننا تھا کہ عالیہ کی امی گھبرا کر دوڑتی ہوئی اس کے کمرے کی جانب گئیں۔

جونہی انہوں نے کمرے کا دروازہ کھولا، ان کی سانس میں سانس آئی

عالیہ پرسکون سے سو رہی تھی مگر اس کے چہرے پر عجیب مردنی سی چھائی ہوئی تھی۔ سانولا ہونے کے باوجود عالیہ میں بے پناہ کشش تھی۔ اس کے سراپے میں جو اسے سب سے الگ بناتا تھا وہ تھی اس کی شربتی آنکھیں۔ مگر ہفتہ ہونے کو آیا تھا۔ ان آنکھوں کی کشش، ان آنکھوں کی چمک، آنکھوں کی زندگی گویا کہیں کھو سی گئی تھی۔

اپنی بیٹی کے اس حال پر عالیہ کی والدہ مریم دل مسوس کر رہ جاتیں۔ انہیں اپنی بے بسی پر جی بھر کے رونا آیا تھا۔ وہ چاہ کر بھی اپنی بیٹی کے لیے کچھ نہیں کر پا رہی تھی کوئی سرا کوئی تدبیر ہاتھ آ کر ہی نہیں دے رہی تھی کہ ان کی بیٹی اس حال میں کیوں ہے اور کس وجہ سے کافی دیر سوچنے کے بعد وہ ایک فیصلے پر پہنچ چکی تھیں۔

---☆---

''مم۔۔مگر مولوی صاحب ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟'' وردہ کے والد پریشانی سے گویا ہوئے۔

''ایسا ہی ہے میرے بیٹے!'' مولوی صاحب نے شفقت سے ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

آج ان لہجہ اور ان کی آنکھیں ان کا ساتھ نہیں دے رہی تھی۔ حسب معمول چہرے پر مسکراہٹ سجائے۔ وہ گہری اور اداس آنکھوں سے وردہ کے والد کی جانب دیکھتے ہوئے پھر سے گویا ہوئے۔

’’ان بچوں نے جانے انجانے میں ایک بہت ہی خطرناک اور طاقتور شیطان کو چھیڑ دیا ہے اور اب یہ عالیہ کا پیچھا مشکل ہی ہے کہ چھوڑے۔ میرے بیٹے۔۔! جس طرح اس دنیا میں انسان اور جنات پائے جاتے ہیں اس طرح اور بھی کئی مخلوقات ہیں جو ہماری آنکھوں سے مخفی اور اوجھل ہیں جنہیں دیکھنا عام انسان کے بس کی بات ہرگز نہیں ہے مگر یہ جو بچے ہوتے ہیں جنت کے پھول ہوتے ہیں ان کی آنکھوں پر کوئی پردہ نہیں ہوتا یہ شیاطین دیکھنے پر بھی قادر ہوتے ہیں اور جنات کو دیکھنے پر بھی۔ شیطانوں میں قابل ذکر سر کٹے ہوتے ہیں کہا جاتا ہے کہ جو لوگ کالا علم کرتے ہیں ان کے لیے سر کٹے کو تسخیر کرنا انتہائی ضروری امر ہے۔ بس یہ سمجھ لو کہ یہ بلبل ہزار داستان ہے جتنا کو دو گے اتنی گہرائی میں جاؤ گے اور جتنا جانو گے اتنی ہی اذیت ہو گی۔ لہذا تمہارے لئے اور تمہاری فیملی کے لئے یہی بہتر ہو گا کہ زیادہ گہرائی میں مت جاؤ اور اس بات کو یہیں ختم کر دو۔‘‘ یہاں تک کہہ کر مولوی صاحب نے ایک گہرا سانس لیا۔

’’مگر مولوی صاحب میں خود ان ہاتھوں سے عالیہ کو چھوڑ کر آیا ہوں

اس کے گھر۔''

وردہ کے والد اپنے ہاتھوں کی جانب دیکھتے ہوئے نمناک لہجے میں بولے:

''خدا گواہ ہے کہ میں نے کبھی وردہ اور عالیہ میں کوئی فرق نہیں سمجھا۔ آج اس کے اس حال کی ذمہ دار تھوڑی بہت میری اپنی بیٹی بھی ہے۔ مگر وہ تو معصوم ہے جس طرح وردہ ہے اسی طرح عالیہ بھی ہے میرے لیے۔اسے اس حال میں دیکھ کر میرا دل خون کے آنسو روتا ہے۔ اس معصوم بچی نے اپنے گھر پر بھی نہیں بتایا کہ وہ کن عذابوں سے گزر چکی ہے آپ اور میں اس بات کا اندازہ بھی نہیں لگا سکتے کہ وہ کتنی تکلیف سے گزرتی ہوگی۔''

وردہ کے والد کی آواز رندھ گئی۔حلق میں آنسوؤں کا گولا سا پھنس گیا انہوں نے مولوی صاحب سے مزید کہا:

''کچھ بھی ہو جائے میں اپنی بچی عالیہ کو بچانے کے لیے ہر حد تک جاؤں گا''

یہ کہتے ہوئے احمد صاحب رکے نہیں۔انہوں نے اپنے آنسوؤں کو ضبط کر کے مسجد سے باہر کی جانب قدم بڑھا دیئے۔

''بیٹے رکو۔۔! میری بات تو سنو!''

مولوی صاحب نے پیچھے سے پکارا۔

''ٹھیک ہے۔۔!,لیکن اس میں خطرہ بہت ہے۔''

''مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کتنا ہی خطرہ ہو۔ بس عالیہ ٹھیک ہو جائے۔'' احمد صاحب پرامید لہجے میں بولے۔

''ٹھیک ہے بیٹے۔۔! سب سے پہلے تو تم یہ معلوم کرواؤ کہ عالیہ کے ساتھ یہ واقعہ کہاں پیش آیا؟''

''جی ٹھیک ہے۔۔خدا حافظ مولوی صاحب۔۔!''

یہ کہتے ہوئے احمد صاحب نے باہر کی جانب قدم بڑھا دیئے۔

www.kitabdost.com

---☆---

☆

''کیا کہا آپ نے۔۔؟ سر کٹا۔۔!

''ناممکن سی بات ہے یہ تو۔۔!'' عالیہ کی والدہ ششدر سی رہ گئیں۔

''آسیبی معاملہ سمجھ میں آتا ہے۔لیکن۔۔سر کٹا پہلی مرتبہ سن رہی ہوں میں۔میری عالیہ نے کسی کا کیا بگاڑا ہے۔۔۔ جو اس کے ساتھ یہ ہو رہا ہے۔بچپن گزر گیا عمر گزر گئی مگر آج تک کبھی یہ سب دیکھا نہ سنا ایسا کیسے ہو سکتا ہے بھلا سر کٹے بھی کوئی مخلوق ہوتے ہیں؟ میں مان ہی نہیں سکتی۔''

وہ روہانسی سے ہوکر بولیں۔

''اس کا کوئی حل بھی تو ہوگا۔۔! اپنی بچی کو اس طرح نہیں کھوسکتی میری جان بستی ہے اس میں۔۔۔میری زندگی ہے وہ۔۔''

یہ کہتے ہوئے وہ پھوٹ کر رودیں۔

''ایسی بہت سی چیزیں ہیں۔۔ جو ہم نے نہیں دیکھیں۔لیکن ان کے وجود سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔''

عامل صاحب نے غصے سے مریم کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں ایک راستہ ہے۔''

عامل صاحب نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا:

''یا تو تم عالیہ کو میرے پاس لے کر آؤ۔۔۔یا پھر مجھے اس کے پاس لے چلو۔''

مریم کی تو یہ سوچ کر ہی حالت خراب تھی کہ ان کی بیٹی پہ کوئی کالا سایہ ہے جو اس کی جان لینے کے درپے ہے۔اسے اپنے ساتھ لے جانے کے درپے ہے۔

''کچھ بھی ہو جائے! میں اپنی بیٹی کو کچھ نہیں ہونے دوں گی۔''

وہ ایک عزم سے بولی تھیں۔ یہ کہہ کر وہ رکی نہیں گھر کی جانب قدم بڑھا دیے اب انہیں سب سے مشکل مرحلہ طے کرنا تھا عالیہ کو کسی بھی طرح سمجھا بجھا کر گھر سے باہر نکالنا تھا۔

---☆---

''جی۔۔اب۔۔ابو۔یہی ہے وہ جگہ۔

وردہ نے ایک جانب اشارہ کرتے ہوئے خوفزدہ آواز میں کہا۔

وہ ایک خالی گھر کی جانب اشارہ کر رہی تھی جونجانے کتنی ہی مدتوں سے بند پڑا تھا۔ وہ ایک انتہائی خستہ حال گھر تھا مفلسی اس کے چپے چپے سے عیاں تھی ۔ جگہ جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا پلاسٹر، زمین میں دھنسا ہوا دروازہ، انتہائی خوفناک سیڑھیاں جن پہ قدم رکھنے کا تصور کرتے ہی اپنا آپ گرتا ہوا محسوس ہوتا تھا۔

احمد صاحب نے آس پڑوس سے اس گھر کے متعلق دریافت کرنا چاہا۔مگر یہاں ان کی بات کوئی سننے والا ہی نہیں تھا۔انہوں نے بہت کوشش کی لیکن اس گھر کے متعلق کچھ معلوم نہ ہوسکا۔ وہ جانتے تھے تو بس اتنا ہی کہ یہ گھر حافظ صاحب کے گھر کی حدود میں آتا ہے۔

حافظ صاحب اس دنیا میں ہی نہیں رہے اب کس سے مدد طلب کی جائے ایک عرصے کا ساتھ تھا حافظ صاحب اور احمد صاحب کا ایک وہ بھی وقت تھا جب احمد صاحب نے ان کی شاگردی اختیار کیے ہوئے تھے۔
ان کے ذہن میں گزرے ماہ وسال گردش کرنے لگے۔

www.kitabdost.com

پندرہ سال پہلے۔۔!

''احمد بیٹا۔۔! باہر جا کے دیکھو یہ کیا ہو رہا ہے؟ کون پتّھر برسا رہا ہے ہمارے دروازے پر۔'' احمد صاحب کی والدہ نے خوفزدہ لہجے میں کہا تھا۔

''ٹھیک ہے۔۔اماں! میں ابھی جا کر دیکھتا ہوں۔'' احمد صاحب نے باہر کی جانب قدم بڑھائے ہی تھے کہ حافظ صاحب کی دھاڑتی ہوئی آواز آئی۔

''خبردار۔۔! کوئی اپنے گھر سے باہر نا نکلے۔!''

وہ حلق کے بل چلائے تھے۔

یہ ایک اچنبھے کی بات تھی حافظ صاحب کی رہائش پچھلی گلی میں تھی مگر ان کی آواز یہاں تک صاف سنی جا سکتی تھی۔اور پھر دوبارہ غضبناک آواز آئی

''جنات کا حملہ ہوا ہے۔۔! سب اپنے گھروں میں محدود رہیں ورنہ نقصان کے ذمہ دار آپ خود ہوں گے۔''

صبح سورج طلوع ہونے تک خوفناک چیخیں، چنگھاڑیں اور آہ و بکا جاری

www.kitabdost.com

رہی ۔ پھر جونہی سپیدۂ سحر نمودار ہوا۔ ان آوازوں میں آہستہ آہستہ کمی آنے لگی ۔کم ہوتے ہوتے آوازیں معدوم ہوتی چلی گئیں ۔
آج ان لوگوں نے گویا کہ موت کو شکست دے دی تھی علاقے کے لئے یہ ایک نئی زندگی کی نوید تھی ۔
نماز فجر ادا کر کے احمد صاحب نے حافظ صاحب کے گھر کی جانب قدم بڑھائے ۔

''حافظ صاحب میں ذرا تفصیل جاننا چاہوں گا ۔۔ مجھے گزشتہ رات کے بارے میں ذرا تفصیلا بتائیں ۔'' وہ انتہائی ادب سے گویا ہوئے ۔

''بیٹا۔۔ بات دراصل یہ ہے کہ ۔۔ میں نے کل شر پسند جنات سے مذاکرات کیئے تھے ۔انہوں نے ایک مریض کا جینا حرام کر کے رکھا ہوا تھا میرے لاکھ کوشش کرنے کے باوجود وہ اسلام لانے پر راضی نہیں ہوئے اور مذاکرات ناکام ہو گئے ۔ انہوں نے غصے میں حملہ کر دیا۔ میں نے بہت تنبیہ کے لیکن وہ باز نہیں آئے ۔اور مجھے مجبورا پلٹ کر وار کرنا پڑا پھر جو ہوا وہ سب تمہاری آنکھوں کے سامنے ہے ۔''
حافظ صاحب نے تسلی سے اپنی بات مکمل کرتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے حافظ صاحب ۔۔! میں سمجھ گیا۔ اور آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے ان حملہ آور جنات کے پورے قبیلے کو ہماری حفاظت

www.kitabdost.com

کے لیے جلا دیا۔۔۔اور خود تنِ تنہا ان کا مقابلہ کیا۔۔ یہ یقیناً بہت جان جوکھوں کا کام تھا۔‘‘

احمد صاحب تشکر آمیز لہجے میں بولے۔

’’کوئی بات نہیں بیٹے۔۔! انسان ہی انسان کے کام آتا ہے۔‘‘

یہ کہتے ہوئے وہ ہلکا سا مسکرا دیے۔ جواباً احمد صاحب بھی مسکرا دیے تھے۔

---☆---

’’ابو۔۔۔مجھے گرمی لگ رہی ہے۔۔ گھر چلیں۔‘‘

www.kitabdost.com

وردہ منہ پھلا کر بولی۔ وردہ کی آواز جیسے انہیں حقیقی دنیا میں واپس لائی تھی انہوں نے مسکرا کر ایک نظر اپنی لختِ جگر کو دیکھا اور وہ اس کی انگلی تھام کر گھر کی جانب چل دیے۔

---☆---

☆

''امی ! مجھے جانے دیں ۔''

عالیہ بھیگے ہوئے چہرے کے ساتھ فریاد کر رہی تھی ۔ ہاتھ پیر بندھے ہونے کی وجہ سے وہ ہلنے جلنے سے مکمل طور پر قاصر تھی ۔ رسیوں کے دباؤ کی وجہ سے اس کے جوڑ دکھے جا رہے تھے ۔ اس کے اعصاب چیخ رہے تھے ۔ اسے لگتا تھا کہ اس کا دماغ کام کرنا چھوڑتا جا رہا ہے ۔ درد اب حد سے تجاوز کر چکا تھا کہ اسے اپنے جوڑ ڈھیلے ہوتے محسوس ہونے لگے ۔ تکلیف کی شدت سے اس نے آنکھیں میچ لیں ۔ پسینے کی ننھی ننھی بوندیں اب گویا دھاروں کی شکل اختیار کرنے لگی تھیں ۔

وہ ننھی سے بچی پسینے میں پوری طرح بھیگ چکی تھی ۔ عامل صاحب نے عمل شروع کر دیا تھا ۔ جیسے جیسے وہ پڑھتے جا رہے تھے عالیہ کی حالت مزید غیر ہو رہی تھی ۔ اس کا انتہائی سخت ردعمل حسب توقع انہیں عالیہ کی جانب سے ملا تھا ۔

مریم نے کس طرح گھر والوں کو عامل صاحب کو بلانے کے لیے راضی کیا یہ ایک الگ داستان تھی۔ اس کی دلدوز چیخوں سے پورے گھر کے در و دیوار کانپ اٹھے تھے۔

یہ سب ہوتا دیکھ کسی کو دلی مسرت حاصل ہوئی تھی آج وہ بڑے دن بعد دل سے مسکرایا تھا۔ نہ وہ عالیہ کو چھوڑ سکتا تھا اور نہ ہی چھوڑنا چاہتا تھا۔

عالیہ ہنوز رو رہی تھی مگر سب جانتے تھے کہ یہ اس کی بھلائی کے لئے ہو رہا ہے۔ کوئی اس کی مدد کو آگے نہ بڑھا اور وہ زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔ اس کا ذہن تاریکی میں ڈوبنے لگا آنکھیں بند ہونے سے پہلے جو آخری بات سے یاد تھی وہ یہ کہ اس کی امی تڑپ کر اس کی جانب بھاگتی ہوئی آئی تھیں۔ اور اسے اپنی بانہوں میں سمیٹ لیا تھا پھر اس کا ذہن تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔

---☆---

www.kitabdost.com

☆

''امی۔۔!'' عالیہ نے اپنی آنکھیں نیم وا کرتے ہوئے بمشکل اپنی امی کو پکارا کمزوری اور نقاہت سے اس کی آواز بھی ٹھیک سے نہیں نکل پا رہی تھی۔

اور مریم جو نجانے کب سے اس کے ہوش میں آنے کا انتظار کر رہی تھیں ان کی پلکوں سے ایک آنسو ٹوٹ کر گیا۔اور وہ دل ہی دل میں خدا کی شکر گزار ہوئیں۔

انہوں نے سختی سے عالیہ کو اپنے سینے میں بھینچ لیا اور شدت غم سے آنکھیں بند کر لی تھی۔

''امی۔۔۔!'' عالیہ ہنوز ان کے سینے سے لگی گویا ہوئی۔

''ہاں بیٹا!'' مریم کھوئے کھوئے لہجے میں بولیں۔

''امی۔۔ وہ انکل کون تھے۔مجھے ان سے ڈر لگتا ہے۔ان کی آواز ان کا حلیہ بہت خوفناک ہے۔''

اتنا کہہ کر عالیہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

''اور یہ آپ نے میرے ہاتھ پیر کیوں باندھے تھے؟''

وہ اپنی کلائیاں اور پنجوں کے جوڑ جن پر نیل پڑ چکے تھے انہیں دیکھ کر بے بسی اور غم سے ان کی جانب ویران آنکھوں سے دیکھتے ہوئے رو دی۔

مریم اس کی نظروں کی تاب نہ لاتے ہوئے نظریں پھیر گئیں۔

مارے درد کے وہ ہاتھ پیر ہلانے جلانے سے مکمل طور پر قاصر تھی۔ عالیہ کو لے کر جو موہوم سی امید ان کے دل میں پیدا ہوئی تھیں وہ دم توڑ چکی تھی ان کے ذہن میں گزرے ہوئے حالات واقعات تیزی سے گردش کرنے لگے۔

www.kitabdost.com

دو گھنٹے پہلے

عالیہ کے بے ہوش ہونے کے بعد مریم اسے اٹھا کر کمرے میں لے گئیں، دوسری جانب لاؤنج میں مکمل سکوت طاری تھا۔ وہاں موجود ہر شخص یہی سمجھ رہا تھا کہ اب سب ٹھیک ہو چکا ہے مگر وہ نہیں جانتے تھے کہ یہ خاموشی کسی آنے والے بڑے طوفان کا پیش خیمہ ثابت ہونے والی ہے۔ یکدم فضا میں گھٹن کا احساس بڑھنے لگا۔

اور آن کی آن میں ایک سیاہ ہیولا وہاں نمودار ہونا شروع ہو گیا۔

''چلے جاؤ۔۔ یہاں سے۔۔ ورنہ جان سے ہاتھ دھو بیٹھو گے؟''

ایک دھاڑ سی بلند ہوئی۔

عامل صاحب کو گویا تنبیہ کی گئی۔ اتنا سننے کی دیر تھی کہ عامل صاحب سر پر پیر رکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور یوں مریم کی آخری امید بھی دم توڑ گئی۔ جب وہ لاؤنج میں واپس آئیں عامل صاحب کو وہاں نہ پا کر انہوں نے عامل صاحب کی بابت دریافت کیا تو عالیہ کے والد عبداللہ صاحب نے سارا واقعہ مریم کے گوش گزار کر دیا اور وہ بے بسی سے ہاتھ ملتی رہ گئیں

---☆---

''بیٹا تمہیں عالیہ کے گھر جانا ہو گا۔''

گھر میں داخل ہوتے ہی پہلی بات جو احمد صاحب نے سنی وہ یہ تھی۔ ان کی اماں حکم صادر کر چکی تھیں لہذا اب انکار کی گنجائش بھی نہ تھی۔

''لیکن اماں۔۔! ہوا کیا ہے؟'' احمد صاحب نے حیرانی سے پوچھا۔

''بیٹا میں خود نہیں جانتی۔ بس عالیہ کے گھر سے بے انتہا چیخ و پکار کی آوازیں آ رہی تھیں۔ مجھے لگتا ہے وہ بچی کسی مشکل میں ہے، تم فوراً سے

پیشتر اس کے گھر جاؤ اور معلوم کرو کہ ہوا کیا ہے؟''

''ٹھیک ہے اماں۔!'' یہ کہہ کر احمد صاحب رکے نہیں۔ عالیہ کے گھر کی جانب قدم بڑھا دیئے۔

---☆---

''آنٹی دروازہ کھولیں۔'' یہ آواز وردہ کی تھی

مریم وردہ کی آواز سن کر خیالات کی دنیا سے واپس آ چکی تھیں۔

''آئی بیٹا۔۔!'' مریم کہتی ہوئی دروازے کی جانب بڑھ گئیں۔

''آنٹی۔۔! اگر آپ کو پردہ کرنا ہے تو کر لیں ابو اندر آنا چاہ رہے ہیں۔'' وردہ نے آنے کا مدعا بتایا۔

''بیٹا۔۔! میں نے پردہ کیا ہوا ہے۔ احمد بھائی سے بولو کہ وہ اندر آ سکتے ہیں۔'' یہ کہہ کر مریم نے وردہ اور احمد صاحب کو دروازے سے اندر آنے کا راستہ دیا۔

''السلام علیکم بھابی!'' احمد صاحب نے اندر آتے ہوئے سلام کیا۔

''وعلیکم السلام بھائی۔!'' مریم نے ستے ہوئے چہرے کے ساتھ جواب دیا۔

''بھابی۔! اماں بتا رہی تھیں کہ آپ کے گھر سے چیخ و پکار کی آوازیں آ رہی تھیں۔۔تو۔ میں معلوم کرنے چلا آیا عالیہ تو ٹھیک ہے نا''
احمد صاحب نے بغیر کوئی تمہید باندھے کہا۔

''کچھ بھی ٹھیک نہیں ہے۔۔ بھائی صاحب۔'' اتنا کہہ کر مریم پھر سے رو دیں۔

''بھابھی میں جانتا ہوں آپ سب پر بہت مشکل وقت پڑا ہے مگر میں اس مشکل وقت میں آپ کے ساتھ ہوں۔''

''کیا آپ میری بچی کو پہلے جیسا کر سکتے ہیں؟'' مریم نے ویران آنکھوں سے احمد صاحب کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

مریم کے اس سوال کا ان کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ احمد صاحب کسی گہری سوچ میں گم تھے۔

---☆---

www.kitabdost.com

☆

''ابو! کیا سوچ رہے ہیں۔۔آپ؟'' حور نے جب احمد صاحب کو گہری سوچوں کے سمندر میں غوطہ زن پایا تو یہ پوچھتی ہوئی ان کے پاس جا بیٹھی۔

حور، احمد صاحب کی سب سے بڑی بیٹی تھی۔ کافی سوچ بچار کے بعد احمد صاحب نے حور کو عالیہ کے بارے میں بتانے کا فیصلہ کیا۔ اور چیدہ چیدہ سب واقعات حور کے گوش گزار کر دیے۔

جونہی اس نے سر کٹے کا ذکر سنا ایک لمحے کو تو اسے اپنا وہم جانا۔ لیکن احمد صاحب مسلسل اس شری مخلوق کا تذکرہ کیے جا رہے تھے، جوں جوں حور یہ سب سن رہی تھی، اسے اپنے حواس معطل ہوتے لگ رہے تھے، تو گویا جس چیز کو وہ اپنا وہم سمجھتی آئی تھی وہ دراصل ایک اٹل حقیقت ہے۔

وہ اپنا سر دونوں ہاتھوں میں تھام کر زمین پر بیٹھتی چلی گئی، اس کی آنکھوں کے سامنے اپنے ساتھ پیش آئی سرگزشت تیزی سے گردش کرنے لگی،

ایک ایک کر کے ہر یاد تازہ ہوتی چلی جا رہی تھی جس چیز کو بھلانے کے لیے اسے اتنا عرصہ لگا آج ایک لمحے میں ہر ایک یاد تازہ ہو گئی تھی۔ وہ اس وقت گیارہ سال کی تھی۔ اس کے ذہن میں پانچ سال پہلے کی یادیں اب تک روز اول کی طرح تازہ تھیں۔

پانچ سال پہلے

حور اور نور اپنے دوستوں سونی، سومی، تارا اور نور العین کے ساتھ کھیلنے میں مصروف تھیں، ان بچوں میں ایک بچہ قاسم بھی تھا جو ان کے پڑوسیوں کا بچہ تھا قاسم سے حور اور نور کی بہت بنتی تھی، نور حور سے ایک سال چھوٹی تھی لیکن دونوں کے درمیان اس قدر بے تکلفی تھی کہ وہ بہنوں سے زیادہ سہیلیاں لگتی تھیں۔

وہ سب چھپن چھپائی کھیلنے میں مصروف تھے اس مرتبہ تمام بچوں کو ڈھونڈنے کی باری حور کی تھی، اور وہ ایک ایک کر کے تمام بچوں کو ڈھونڈنے میں کامیاب ہو گئی تھی، بچا تھا تو صرف قاسم جسے حور نے بہت ڈھونڈا لیکن وہ کہیں نہ ملا۔

بالآخر حور نے اس ویران سے کھنڈر مکان کا رخ کیا جہاں ممکنہ طور پر قاسم

چھپا ہو سکتا تھا، اور اس کی توقع کے عین مطابق قاسم وہی چھپا ہوا تھا۔ لیکن حور کے چہرے پر قاسم کو ڈھونڈ نے کے بعد بھی کوئی خوشی نہیں تھی البتہ اس کے چہرے پے خوف کے سائے لہرانے لگے اور وہ بالکل ہی سہمی سہمی نظر آنے لگی۔

''قق۔۔قاسم! تمہارے پیچھے ایک آدمی کھڑا ہے''

حور نے بمشکل خوف سے لرزتی آواز میں کہا۔

قاسم نے پیچھے پلٹ کر دیکھا اور وہ بھاگ کھڑا ہوا۔ حور اور نورا سے آوازیں دیتی رہ گئیں۔ لیکن قاسم نے تو گویا سنی ہی نہیں، جب قاسم ان کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ تو انہیں اپنا یہاں کھڑا رہنا فضول لگا۔ اور حور، نورا اور اپنے باقی دوستوں سمیت گھر کی جانب چل دی۔

گھنٹے دنوں میں بدل گئے اور دن ہفتوں میں۔ لیکن قاسم کا کوئی اتا پتا نہیں تھا حور نے کئی مرتبہ قاسم سے ملنے کی کوشش بھی کی، لیکن اس کی باجی نے ہمیشہ حور کو یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ قاسم کو بہت تیز بخار ہے وہ کسی سے نہیں مل سکتا، اور بالآخر وہ دن بھی آ گیا جب حور قاسم سے ملنے میں کامیاب ہو ہی گئی۔

''کیسے ہو؟۔۔قاسم!'' حور نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''میں ٹھیک ہوں حور۔۔! تم سناؤ۔'' قاسم نے پھیکی سی مسکراہٹ کے

ساتھ جواب دیا۔

''میں تمہیں کیوں جواب دوں؟'' حور منہ پھلا کر بولی

''اس رات کے گئے تم اب مل رہے ہو! میں نے اور نور نے تمہیں کتنی آوازیں دی تھی لیکن تم نے ایک مرتبہ پلٹ کر تک نہ دیکھا اور اب ایک ہفتے بعد آ رہے ہو۔'' حور نے غصہ سے منہ بسورا۔

''ہاں۔۔! ٹھیک ہے۔۔ دیکھو۔۔ حور! میں تمہیں سب بتا تا ہوں لیکن تم مجھ سے وعدہ کرو کہ بارے میں کسی سے ذکر نہیں کروں گی۔'' قاسم نے ڈرتے ڈرتے پراسرار لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے میں وعدہ کرتی ہوں حور اب ناراضگی بھلائے ہمہ تن گوش ہوکر قاسم کی جانب متوجہ ہوکر بولی۔

''حور! تم نے اس رات میرے پیچھے کیا دیکھا تھا؟'' قاسم گہری سنجیدگی سے حور کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

''قاسم۔۔! میں نے تمہارے پیچھے ایک انتہائی لمبے شخص کو دیکھا تھا۔ تو میں اور نور خوفزدہ ہوگئے تھے کے آیا وہ شخص ہمارے گھر ہماری شکایت ہی نہ لے جائے۔ اور اس کا شکایت کرنا جائز تھا کیونکہ ہم بنا پوچھے اس کے گھر میں جو چلے گئے تھے۔'' حور نے افسوس زدہ لہجے میں کہا۔

''کیا تمہیں پورا یقین ہے حور۔۔! کہ وہ ایک انسان ہی تھا؟ اس کے

علاوہ تم نے کسی چیز پر غور نہیں کیا؟'' قاسم نے ایک نیا سوال کر دیا تھا۔

''میں سمجھی نہیں قاسم تم کیا کہنا چاہتے ہو کس چیز پر غور نہیں کیا میں نے؟'' حور الجھن زدہ ہو کر سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی۔

''میرا مطلب ہے۔! حور تم نے اس کی گردن نہیں دیکھی تھی؟'' قاسم سلسلہ کلام کو جوڑتے ہوئے پھر سے گویا ہوا۔

''نہیں قاسم۔۔! میری نظر اس کے کندھوں تک جا سکی تھی۔ کیونکہ وہ بیحد لمبا تھا'' حور نے مختصر سا جواب دیا۔

''حور۔۔! اس رات جو تم نے دیکھا وہ انسان نہیں وہ ایک سر کٹا تھا وہ میں نے بھی دیکھا تھا، اسی وجہ سے میں اس وقت بھاگ گیا تھا اور پورا ہفتہ بخار میں بھی تپتا رہا لیکن تمہیں کچھ اس لیے نہیں ہوا کیونکہ تم اس سے خوفزدہ نہیں تھیں۔ وہ ذرا توقف کرنے کے بعد دوبارا بولا۔

''ایک ہفتے میں مجھ پر کئی دم درود کیے گئے۔۔۔اب اللہ کا شکر ہے میں ٹھیک ہوں۔۔لیکن ایک بات یاد رکھنا۔۔بھول کر بھی۔۔اس جگہ دوبارہ مت جانا۔۔!'' اتنا کہہ کر قاسم نے بات ختم کر دی۔

''ٹھیک ہے قاسم۔۔!اب مجھے جانا ہو گا۔اللہ حافظ!''

یہ کہہ کر حور رکی نہیں گھر کی جانب چل دی۔

وقت کا کام ہوتا ہے گزرنا تو وہ گزرتا چلا گیا اور رفتہ رفتہ حور سب بھولتی

چلی گئی۔

☆۔۔۔۔۔۔۔

''طبیعت تو ٹھیک ہے بیٹا تمہاری؟'' احمد صاحب کی پریشان سی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی تو گویا وہ ہوش کی دنیا میں واپس آئی۔

''جی ابو۔۔! میں ٹھیک ہوں'' انتہائی تھکے ہوئے لہجے میں حور بولی

''ابو۔۔اگر میں آپ سے کچھ کہوں تو کیا آپ میری بات پر یقین کریں گے؟'' حور نے خلاف توقع سوال کر ڈالا۔

''کیوں نہیں مجھے اپنی بیٹی کی ہر بات پر یقین ہے۔''

''ابو۔۔جو سب عالیہ کے ساتھ ہوا ہے، وہ پانچ سال پہلے قاسم کے ساتھ بھی پیش آچکا ہے۔لیکن اس مسئلہ کا حل یہ نہیں جو مریم آنٹی نے کیا، نہ ہی آپ کو کچھ زیادہ کرنا ہے۔''

''میں سمجھا نہیں بیٹا۔۔!'' احمد صاحب حیرت زدہ سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولے۔

''ابو آپ کو عالیہ کو بچانے کے لیے کوئی سخت جدوجہد کرنے کی ضرورت نہیں۔آپ کو بس اسے اس کے ڈر پر قابو پانا سکھانا ہے۔'' حور

نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''اس رات میں اور نور ڈرے نہیں تو اس نے ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔آپ کو کرنا ہے تو بس اتنا کے بآواز بلند آیت الکرسی کا ورد کرتے رہیں ۔ یہ مجھے قاسم نے بتایا تھا۔یہی وہ چیز ہے جس کی وجہ سے قاسم صحتیاب ہو پایا۔قاسم نے یہ بھی کہا تھا کہ یہ سر کٹے کوئی جنات نہیں جن کی انسان پر حاضری کی جا سکے یہ شیاطین ہیں۔''

حور ایک کے بعد ایک انکشاف کرتی چلی جا رہی تھی اور یہ انکشافات احمد صاحب کے لیے کسی دھماکے سے کم نہ تھے۔

''آہ میرے خدایا! یہ بات پہلے میرے ذہن میں کیوں نہیں آئی۔''

احمد صاحب اپنا سر تھامتے ہوئے بولے۔

''ابھی دیر نہیں ہوئی ہے۔ مجھے ابھی اور اسی وقت عالیہ کے گھر جانا ہوگا۔'' یہ کہہ کر احمد صاحب رکے نہیں عالیہ کے گھر کی جانب چل دیے اور ساتھ وردہ کو لے جانا نہ بھولے۔

---☆---

☆

''عالیہ بیٹا ہمت کرو۔۔!'' مریم بآواز بلند رو دیں تھیں۔

جب کہ احمد صاحب اسے مسلسل نہ ڈرنے کی تاکید کیے جا رہے تھے اور ساتھ ساتھ بلند آواز میں آیت الکرسی کا ورد بھی کر رہے تھے۔ عالیہ خوف سے سمٹی جا رہی تھی۔

اس کے وجود کو گویا کوئی طاقتور مقناطیسی کشش اپنی جانب کھینچ رہی تھی جیسے اسے خود سے جدا نہ کرنا چاہ رہی ہو۔لیکن جوں جوں احمد صاحب کا ورد طویل ہوتا جا رہا تھا۔اس مقناطیسی کھنچاؤ کی شدت کم ہوتی جا رہی تھی۔مگر اس عمل میں جو تکلیف عالیہ کو پہنچ رہی تھی وہ نا قابلِ بیان تھی۔اس کے جسم کی ہر رگ و ریشہ درد کی تصویر بنا ہوا تھا۔اور پھر اس کی چیخوں کی آواز میں مردانہ پن نمایاں ہونے لگا۔کوئی تھا جو عالیہ کے جسم سے گویا کھینچ کر باہر نکالا جا رہا تھا۔احمد صاحب مکمل توجہ اور انہماک سے آیت الکرسی کا ورد تیز آواز میں جاری رکھے ہوئے تھے۔اب ساتھ ہی انہوں نے کچھ اور بھی قرآنی آیات پڑھنی شروع کر دی تھیں جو انہیں حافظ صاحب

www.kitabdost.com

نے سکھائی تھیں ایسے حالات سے نبرد آزما ہونے کے لئے۔ وہ بھی پسینے سے بری طرح شرابور تھے مگر کلامِ الٰہی کے اثرات محسوس کر کے اور زور وشور سے پڑھنے لگے۔

اور پھر یکا یک ایک سایہ سا عالیہ کے جسم سے نکل کر ہوا میں تحلیل ہوتا محسوس ہوا۔ اس کے جسم پر سر نہیں تھا۔ وہ ایک بغیر سر کی شیطانی مخلوق تھی۔ عالیہ کی امی گو کہ اس کا ذکر کافی عرصہ سے سن رہی تھیں مگر وہ بھی اس منظر کی تاب نہ لاتے ہوئے بے ہوش ہو گئیں۔

عالیہ کی آنکھوں کے سامنے اپنے بندھے ہوئے ہاتھ پیر اور وہ خوفناک رات گردش کرنے لگی اس کے اعصاب چٹخنے لگے اس کی ہمت جواب دیتی جا رہی تھی یکدم فضا کا بوجھل پن کم ہونے لگا۔ اور وہ ایک دلدوز چیخ مار کر ہوش وخرد سے بیگانہ ہوتی چلی گئی۔

---☆---

پندرہ سال بعد

آج عالیہ کی اکیسویں سالگرہ تھی۔ وردہ اس کے ساتھ ساتھ تھی۔ آج عالیہ نے اپنی فیملی کے ساتھ ساحل سمندر پر جا کر اپنی سالگرہ منانے کا فیصلہ کیا تھا جس میں عبداللہ صاحب کے دوست کی فیملی بھی شامل تھی لیکن وہ جس کی منتظر تھی وہ ابھی بھی نہ آیا۔

عالیہ منہ پھلائے ایک چٹان پر بیٹھی تھی، اچانک اس کی سماعتوں سے ایک شناسا سی آواز ٹکرائی۔

مدت ہوئی کہ آپ نے دیکھا نہیں ہمیں
مدت کے بعد آپ سے دیکھا نہ جائے گا

''بہت برے ہو تم نوفل۔! میں تمہیں دیکھنا بھی نہیں چاہتی!''

عالیہ خفا سی منہ پھیرنے لگی، نوفل اس کی زلفوں میں کھو سا گیا جو اس کے چہرے پر اٹھکیلیاں کر رہی تھیں۔ بے اختیار اس کے منہ سے نکلا:

کتنی دلکش ہو تم کتنا دلجو ہوں میں
کیا ستم ہے کہ ہم دونوں مر جائیں گے

اتنا سننا تھا کہ عالیہ بے اختیار ہنس پڑی۔ ہنستے ہنستے اس کی جھیل جیسی آنکھیں پانی سے بھر گئیں۔ وہ ہنستی جا رہی تھی اور اس کے دل کی سرزمین کو تہہ و بالا کر گئی تھی۔ عالیہ اور نوفل کی منگنی دو ماہ پہلے گھر والوں کی رضامندی سے طے پائی جس میں ان دونوں کی پسند کا کوئی عمل دخل نہیں تھا لیکن منگنی کے بعد نوفل عالیہ کو دیکھتے ہی اس پر اپنا دل ہار بیٹھا تھا۔۔۔(نوفل عبداللہ صاحب کے دوست کا بیٹا تھا جو اپنی فیملی کے ساتھ عالیہ کی سالگرہ پر مدعو تھا)۔

www.kitabdost.com

---☆---

احمد صاحب اور عبداللہ صاحب کی شکایت پر اس گھر کو حکومت کی جانب سے ہمیشہ کے لئے سیل کر دیا گیا تاکہ کوئی بچہ غلطی سے بھی بھولے بھٹکے اس طرف نہ جائے۔ لیکن ہونی کو کون ٹال سکتا ہے آج صبح پھر ایک بچے کو اس گھر کے سامنے بیہوش پایا گیا خدا جانے کہ اب اس کے نصیب میں کتنے امتحان لکھ دیے گئے تھے۔

﴿ختم شد﴾

کتاب دوست ڈوٹ کوم کے بارے

مصنفہ کی رائے

سب سے پہلے تو اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتی ہوں کہ کتاب دوست جیسی بڑی اور صف اول کی ویب سائٹ پر میرا ناول شائع ہوا اور اس کے بعد کتاب دوست ڈوٹ کوم کا جتنا بھی شکریہ ادا کیا جائے کم ہے۔ میرا تجربہ کتاب دوست کے ساتھ بہت اچھا رہا۔ میں بہت ایکسائٹڈ ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ شہزاد بشیر (ای پبلشر کتاب دوست ڈوٹ کوم) اور ان کی ٹیم بہت زبردست کام کر رہی ہے۔ کتاب دوست ویب سائٹ لکھنے والوں کو موقع دے رہی ہے اور پڑھنے والوں کو مطالعہ کی جانب راغب کر رہی ہے۔ مجھے بہت سپورٹ کیا ہے بلا معاوضہ میرے ناول کی مکمل ایڈیٹ کیا، نئے سرے سے پیجز بنائے، اسے باقاعدہ ناول کی شکل میں لائے، اور سرورق ڈیزائن کیا جو ایک مہنگا کام ہے مگر بلا معاوضہ میرے لئے کیا گیا۔ کبھی بھی یہ احساس نہ ہوا کہ میں نئی رائٹر ہوں۔

نئے لکھنے والوں کو میرا مشورہ ہے کہ اپنا کیریئر کتاب دوست ڈوٹ کوم سے شروع کریں۔ انشاء اللہ بہت جلد کتاب دوست دنیا میں اردو ادب کی سب سے بہترین ویب سائٹ ہوگی۔ شکریہ

دِیا خان یوسفزئی

(کراچی)

کتاب دوست ڈاٹ کام

پاکستان کی صفِ اول کی اردو ناول ویب سائٹ

کتاب دوست ویب سائٹ قومی مفادِ عامہ کے جذبے کے تحت پبلش کی گئی ہے جس کا مقصد معاشرے میں تیزی سے کم ہوتی مطالعے کے رجحان کی رفتار کو روکا جا سکے۔ خاص طور پر نوجوان نسل کو مطالعے کی جانب راغب کرنے کیلئے اور انہیں صحتمند اردو لٹریچر سے روشناس کرانے کی کوشش کرنا ہے۔

کتاب دوست نئے مصنفین کی تلاش کے مشن پر ہے۔ اور اس مقصد کے لئے نئے لکھنے والوں جن میں بچے، نوجوان، بزرگ خواتین وحضرات غرضیکہ ہر عمر کے وہ لوگ جو لکھنا چاہتے ہیں یا لکھتے ہیں لیکن ان کی تحریریں منظرِ عام پر نہیں آتیں، انہیں کتاب دوست ویب سائٹ کے پلیٹ فارم سے دعوت دیتے ہیں کہ اپنی تحریریں ہمیں بھیجیں تا کہ نئے ٹیلنٹ کے طور پر دنیا کے سامنے آسکیں۔

مزید معلومات اور تحریریں بھیجنے کیلئے رابطہ کریں۔

Email: info@kitabdost.com

Website: www.kitabdost.com

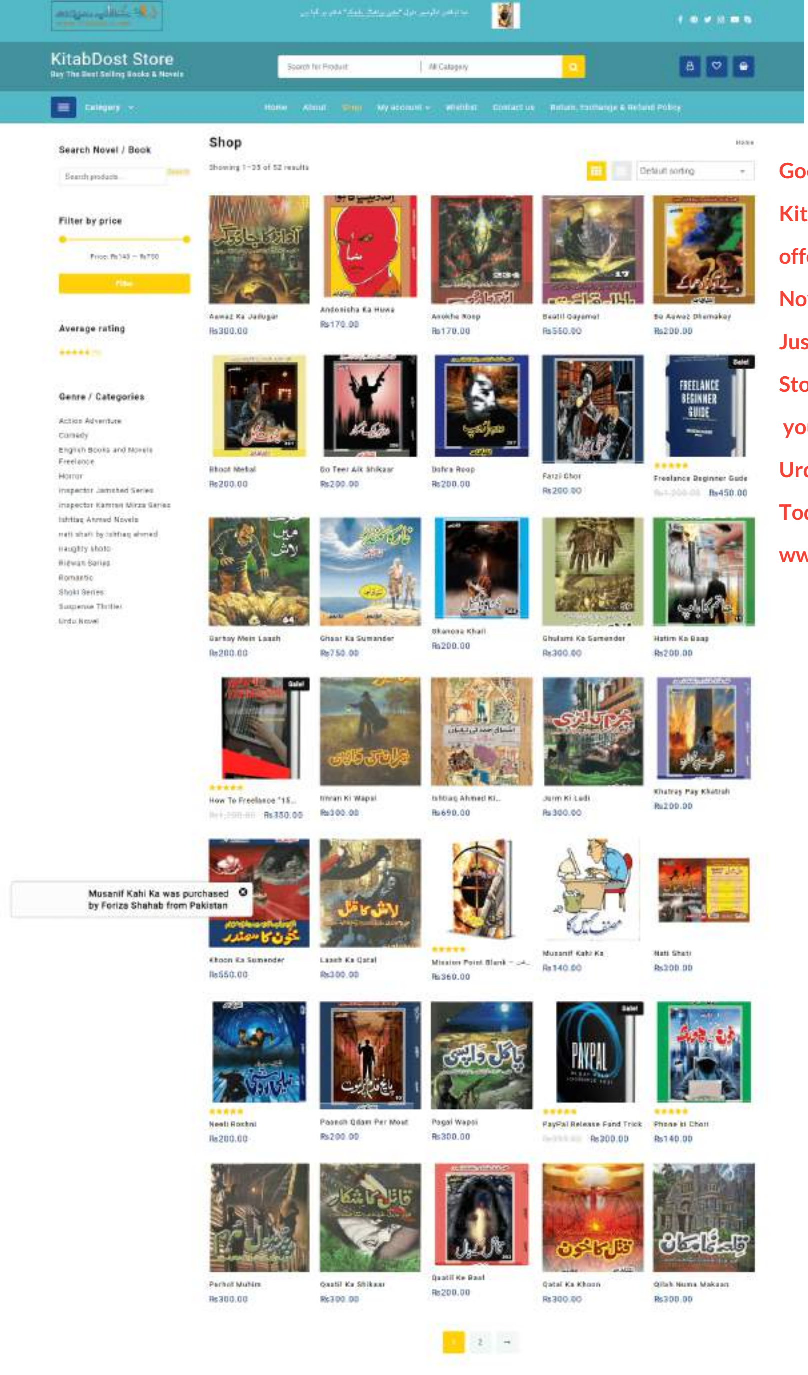

Good News !

KitabDost Store

offers the best

Novels to buy.

Just visit our

Store and buy

your favourite

Urdu Novels

Today !

www.store.kitabdost.com

New Action Adventure Novel Released on KitabDost Store

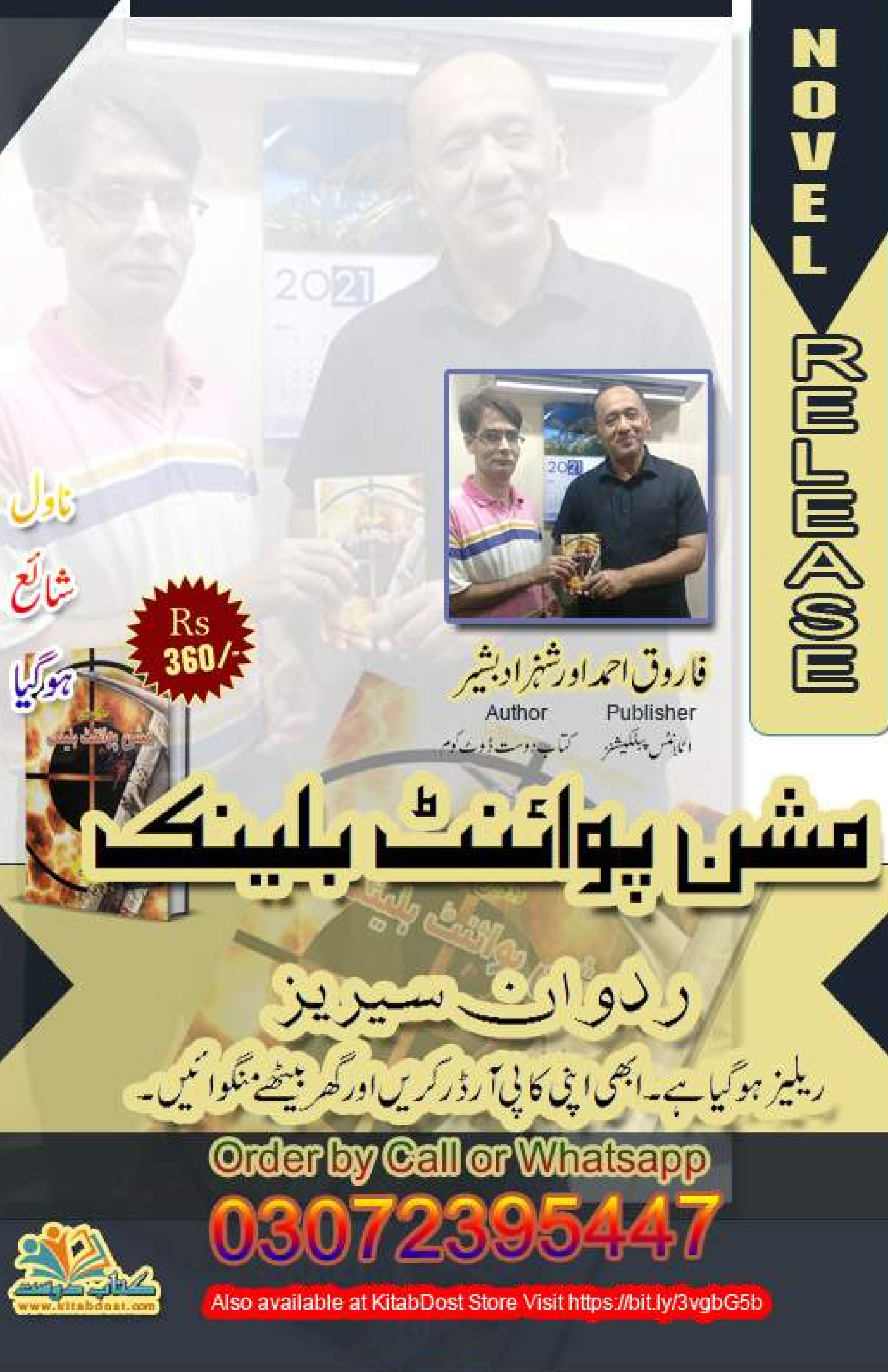
NOVEL RELEASE
ناول
شائع
ہوگیا
Rs 360/-
فاروق احمد اور شہزاد بشیر
Author
Publisher
کتاب دوست ڈوٹ کوم
مشن پوائنٹ بلینک
ردوان سیریز
ریلیز ہوگیا ہے۔ ابھی اپنی کاپی آرڈر کریں اور گھر بیٹھے منگوائیں۔
Order by Call or Whatsapp
03072395447
www.kitabdost.com
Also available at KitabDost Store Visit https://bit.ly/3vgbG5b